Al-Mīthāq

(Research Journal of Islamic Theology)

Published by: HIRA *Institute of Social Sciences Research & Development*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 04, October - December 2026, PP 17-25
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article Timeline:	*Received:* 06-09-2026	*Accepted:* 04-10-2026	*Published:* 10-10-2026

Disclaimer:
Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in *"Al-Mīthāq"* are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.

عصر حاضر کے نوجوانوں کے اخلاقی مسائل: اسلامی اصولوں کے تحت تجاویز

Ethical Issues of Contemporary Youth: Suggestions Under Islamic Principles

Najaf Ali [1] *Dr. Muhammad Shamim Akhter* [2]

Abstract

The contemporary moral landscape presents significant challenges for youth, profoundly affecting their values, beliefs, and sense of purpose. This article explores the complex moral dilemmas faced by today's young people, focusing on the influence of social media, the erosion of traditional moral values, and the potential role of Islamic principles as a guiding framework. Social media's pervasive impact has introduced new dynamics that often complicate the moral decision-making process for youth, while broader societal shifts have contributed to a decline in universally accepted moral standards. By integrating contemporary research with Islamic teachings, this study provides a nuanced perspective on these issues and assesses how Islamic principles can offer a robust framework for moral guidance. The research proposes a holistic approach to addressing these challenges, highlighting the integration of Islamic values with modern insights to promote moral development, character building, and spiritual growth among young individuals. This comprehensive framework aims to equip youth with the tools necessary to navigate ethical dilemmas and cultivate a strong sense of purpose in today's complex world.

Keywords

Moral Challenges, Youth, Islamic Principles, Moral Development, Spiritual Growth.

[1]*Research Scholar, Department of Islamic studies, Faculty of Social Sciences, Hamdard University Karachi.* najafali5093@gmail.com

[2]***Corresponding Author****, Assistant Professor, Department of Islamic studies, Faculty of Social Sciences Hamdard University Karachi.* m.muftishamim@hamdard.edu.pk

تعارف

اخلاق ایک بنیادی اور اہم موضوع ہے جو انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کا مقصدِ بعثت مکارم اخلاق کی تکمیل تھا۔ نبی اکرم محمد ﷺ کا فرمان ہے:

بُعِثْتُ بمكارم الْأَخْلَاق و محاسنها ۔[1]

میں اخلاق کی بلندیوں اور خوبیوں کے ہمراہ مبعوث ہوا ہوں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مشن کے ذریعے انسانیت کو اخلاقی بلندیوں پر پہنچانے کا عزم کیا تھا۔ اخلاق کے بغیر معاشرت میں ہم آہنگی، محبت، اور سکون قائم نہیں ہو سکتا، اور انسانی ترقی کی بنیاد بھی اچھے اخلاق پر ہے۔ اس لیے اخلاقیات کی تعلیم ہر فرد اور معاشرے کے لیے اہمیت رکھتی ہے، اور اس کی صحیح تربیت اور عملی مظاہرہ معاشرت کی فلاح و بہبود کے لیے ضروری ہے۔ لہٰذا، اخلاقیات پیغمبروں کی رسالت کے بنیادی مقاصد میں شامل، اور آسمانی کتابوں کا ایک بڑا حصہ اخلاقی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ انبیاء، صحابہ کرام، اور معصومینؑ کی تعلیمات کا زیادہ تر حصہ انسان کی تربیت اور اخلاقی ترقی پر مرکوز ہے۔ اس طرح، اخلاق کا اصل موضوع انسان ہی ہے، جس میں اس کی فطری اور تربیتی خصوصیات اور ان کی کارکردگی کے اثرات شامل ہیں۔ اخلاقیات انسان کے اعمال اور رویوں کی قدر و قیمت، تربیت، اور ترقی پر توجہ دیتی ہے۔ علم اخلاق کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو اُس سعادت تک پہنچایا جائے جو خدا نے اس کے لیے مقدر کی ہے اور اسے زندگی کے منفی پہلوؤں سے دور رکھا جائے۔

آج کے دور میں، جہاں انسان کی مادی زندگی میں خلا محسوس کیا جا رہا ہے، کوئی بھی اخلاقی مباحث کی مکمل ضرورت کو پورا نہیں کر پا رہا۔ عصر حاضر میں، جب انسان اخلاقیات اور معنویت کی گہرائیوں کی تلاش میں ہے، تو معنویت اور اخلاق کی پیاس کو صرف وہی تعلیمات بجھا سکتی ہیں جو وحی الٰہی سے ماخوذ ہیں۔ کیونکہ انسان کی جسمانی، روحانی، مادی، اور معنوی ضروریات کو صرف وحی ہی پوری طرح سمجھ سکتی ہے، اور مادی دنیا کے دکھوں کا علاج اور حقیقی سکون فراہم کرنے والی رہنمائی بھی صرف وحی کی طرف سے ملتی ہے۔

نوجوان نسل اور اخلاقیات

کسی بھی قوم یا معاشرے کی ترقی و کامیابی کی بنیادی وجہ اس کے نوجوان ہوتے ہیں۔ نوجوان قوم کے اہم ستون اور اصل سرمایہ ہیں، اور ان کا کردار معاشرتی ترقی میں کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ بات ہر دور اور ہر معاشرے میں مسلمہ ہے کہ قوم کی حالت اور مستقبل کا اندازہ ان کے نوجوانوں کی فکری سطح اور ان کے اعمال سے لگایا جاسکتا ہے۔ نوجوانوں کے افکار اور ان کے عملی اقدامات قوم کی ترقی یا تنزلی کی سمت کا تعین کرتے ہیں۔ اس لیے جب ہم قوم کی حالت یا اس کے مستقبل کے بارے میں بات کرتے ہیں، تو ان کے نوجوانوں کی سوچ اور عمل کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر نوجوانوں کی اصلاح کی جائے، تو یہ نہ صرف ان کی ذاتی زندگیوں کو بہتر بناتا ہے بلکہ پورے معاشرے کے لیے مثبت تبدیلیاں بھی لاتا ہے۔ اس طرح، نوجوانوں کی فکری اور اخلاقی تربیت معاشرتی ترقی اور قوم کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

اسلام میں اخلاق و کردار کو بہت بڑی اہمیت دی گئی ہے، کیونکہ حسن اخلاق دراصل اسلام کا اصل جوہر ہے اور یہ سب سے افضل عمل سمجھا جاتا ہے۔ اخلاقی صفات انسان کی داخلی شخصیت کو نکھارتی ہیں، جیسے کہ جسم کے لیے لباس ضروری ہے، ویسے ہی اخلاق انسان کی داخلی زیبائش ہے۔ ایک شخص کی پہچان اس کے اخلاق سے ہوتی ہے، اور قیامت کے دن نبی ﷺ کے قریب وہی شخص ہوگا جس کے اخلاق بہتر ہوں گے۔ اخلاق کے بغیر انسانی زندگی میں ہم آہنگی اور یکجہتی ممکن نہیں۔ اخلاق کی عدم موجودگی انسان کو حیوان یا شیطان کے مترادف بنا دیتی ہے۔ معاشرتی ترقی کے لیے اخلاق کی اہمیت بہت بڑی ہے؛ علم کی ہزاروں ڈگریاں بھی بے معنی ہیں اگر ان میں حسن اخلاق شامل نہ ہو۔

اخلاق و کردار انسانی تربیت کا ایک بنیادی عنصر ہیں جو لوگوں کے درمیان محبت، قربت، اور ہمدردی پیدا کرتے ہیں۔ اخلاق کی تربیت ہر معاشرے کے لیے ضروری ہے، کیونکہ بغیر اخلاقی تربیت کے کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ جہاں اخلاق کی اہمیت نہیں دی جاتی، وہ معاشرہ ہمیشہ ناکامی کا شکار رہتا ہے اخلاق و کردار کا صحیح تربیت انسان کی زندگی میں ایک مثبت تبدیلی لاتی ہے اور اسے معاشرتی لحاظ سے مضبوط اور کامیاب بناتی ہے

عصر حاضر میں نوجوانوں کے اخلاقی مسائل

عصر حاضر میں ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ، اور سوشل میڈیا کی تیز رفتار ترقی نے نوجوانوں کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ انٹرنیٹ کی وسیع دستیابی اور سوشل میڈیا کا بے جا استعمال نوجوانوں کے اخلاقی معیار پر منفی اثرات ڈال رہا ہے۔ غیر اخلاقی مواد، جھوٹی خبریں، اور فحش مواد کی فراہمی نے نوجوانوں کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز، جیسے فیس بک، انسٹاگرام، اور ٹویٹر، پر موجود غیر اخلاقی مواد اور غلط معلومات نوجوانوں کے اخلاقی اقدار کو متاثر کر رہے ہیں اور انہیں گمراہ کر رہے ہیں۔ یہ چیلنجز اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ نوجوانوں کی اخلاقی تربیت اور انٹرنیٹ پر صحیح رہنمائی کی ضرورت ہے تاکہ وہ سوشل میڈیا کے مثبت پہلوؤں سے فائدہ اٹھا سکیں اور منفی اثرات سے بچ سکیں۔ یہ معاشرتی ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کو سوشل میڈیا کے صحیح استعمال اور اخلاقی اصولوں کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ ایک متوازن اور صحت مند ڈیجیٹل زندگی گزار سکیں۔

مغربی تہذیب اور ثقافت کے اثرات

دور حاضر میں مسلمانوں کو جو چیلنجز اور مسائل درپیش ہیں ان میں سے اہم مسئلہ مغربی تہذی اور مغربی ثقافت ہے ۔ آج ہمیں یہودیوں اور عیسائیوں سے اتنا خطرہ لاحق نہیں جتنا کہ مغربی تہذیب اور اس کی ثقافت سے درپیش ہے۔ مغرب کی جدید تہذیب نے اسلامی معاشروں، خصوصاً نوجوان نسل کو اسلامی روایات اور اخلاقی اقدار سے دور کر دیا ہے۔ مغربی میڈیا، فیشن، اور رہن سہن کے انداز نے نوجوانوں کو غیر اسلامی اور غیر اخلاقی طرزِ زندگی کی طرف مائل کر دیا ہے۔ مغربی طرزِ حیات کو اپنانے کے نتیجے میں نوجوانوں کے اندر بے راہ روی، غیر مناسب لباس، اور اخلاقی گراوٹ جیسے رویے پنپنے لگے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ فلموں، موسیقی اور ٹیلی وژن پروگراموں نے ان کی سوچ اور کردار پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ مزید یہ کہ مغربی دنیا نے الحاد، دین بیزاری اور لامذہبیت کو فروغ دینے کے لیے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈا کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ان کا مقصد اسلامی تشخص کو مجروح کرنا اور نوجوانوں کے دل و دماغ کو نظریاتی طور پر کمزور کرنا ہے۔ ان ہتھکنڈوں میں کئی ایسے طریقے شامل ہیں جو آج بھی بھرپور طریقے سے بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

انہوں نے ایک نہایت موثر حکمت عملی اختیار کی جس میں دولت کی لالچ اور ملازمتوں کی پیشکش کے ذریعے مختلف جگہوں پر عیسائی مشنری اسکول قائم کیے گئے۔ اہل مغرب نے ایسے نصاب مرتب کیے جو طلبہ کو دین سے دور کر کے بے دینی کی طرف مائل کریں۔ یہاں کے جدید تعلیم یافتہ علماء یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مذہب ایک انسانی ایجاد ہے، یعنی اسے انسانوں نے تخلیق کیا ہے، اور آخرت کا وجود بھی نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ دنیا ہی اصل حقیقت ہے اور مذہب محض ایک ذاتی معاملہ ہے جس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔ مغربی مفکرین مسلمانوں کو غیر مہذب قرار دے کر خود کو مہذب ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ اسلامی نظریات کو مغربی خیالات کے تابع کرنے لگتے ہیں، وحی کی تردید کرتے ہوئے عقل و تجربہ کو حق و صداقت کا معیار قرار دیتے ہیں، اور طلبہ کے ذہنوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ دین ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے، علماء اور مذہب پر عمل کرنے والوں کو حقیر سمجھا جاتا ہے، اور اسلام کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہ قرار دیا جاتا ہے ان کے نزدیک ترقی کا انحصار سائنس اور ٹیکنالوجی پر ہے۔

دوسری حکمت عملی یہ اپنائی گئی کہ غریب اور پسماندہ افراد کو مالی امداد فراہم کی جائے تاکہ انہیں اپنے مذہب سے دور کر کے مرتد بنایا جاسکے۔ تعلیمی کمی اور غربت کی حالت میں اکثر لوگ اس کا شکار بنے۔

تیسری حکمت عملی کے تحت ذہین مسلم طلبہ کو مغربی ممالک بھیجا جاتا ہے جہاں انہیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ سود ترقی کے لیے ضروری ہے، اسلامی روایات کو محض پرانے رسم ورواج کے طور پر دیکھا جائے، نماز وقت ضائع کرنے کا عمل ہو، زکوٰۃ اور ٹیکس کو برابر سمجھا جائے، اور حج وعمرہ کو غیر ضروری خرچ تصور کیا جائے۔ اس کے برعکس، غریبوں اور بیواؤں کو مالی مدد دینے کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ دین اور سیاست کو الگ تھلگ رکھا جاتا ہے، فیشن کو وقت کی ضرورت قرار دیا جاتا ہے، عورتوں کو آزادی دی جاتی ہے کہ وہ چاہیں پردہ کریں یا نہ کریں، کوئی بھی لباس پہننے کی اجازت ہو، اور ویلنٹائن ڈے اور سالگرہ جیسے مغربی تہوار معمول کی بات بن جائیں۔ جب ان طلبہ کے خیالات مکمل طور پر تبدیل ہو جائیں تو پھر انہیں مالی امداد دے کر اہم عہدوں پر مقرر کیا جاتا ہے تاکہ وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف سرگرمیوں میں اپنا کردار ادا کریں۔

مغربی تہذیب کو فروغ دینے میں سب سے بڑا کردار میڈیا نے ادا کیا ہے میڈیا نے فحاشی، عریانی، اور بے دینی کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا ایسی فلمیں تیار کی گئیں جن میں مذہبی اقدار کا مذاق اُڑایا گیا، اور موسیقی اور رقص کو روح کی غذا قرار دیا گیا ان سرگرمیوں نے اخلاقی گراوٹ اور بے دینی کے فروغ میں بڑا کردار ادا کیا۔[2]

خاندانی نظام کی کمزوری

والدین کی عدم توجہ نوجوانوں کی اخلاقیات پر منفی اثر ڈال سکتی ہے جب والدین اپنی مصروفیات کی بنا پر بچوں کے ساتھ وقت نہیں گزارتے یا ان کی تربیت میں کمی کرتے ہیں، تو یہ نوجوانوں کے راہ راست سے ہٹنے کا سبب بن سکتا ہے خاندانی جھگڑے اور والدین کی غیر موجودگی بھی نوجوانوں کی اخلاقی تربیت میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔

نوجوان کسی بھی قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، اور قوم کا مستقبل ان کی حالت پر منحصر ہوتا ہے۔ ان کی فکر اور عمل قوم کی ترقی اور مستقبل کی سمت کا تعین کرتے ہیں اسی طرح، نوجوانوں کی سوچ اور عمل قوم کی ترقی یا تنزلی کو ظاہر کرتے ہیں یہ بات بھی واضح ہے کہ نوجوانوں میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہیں، اور ان کی فکر اور عمل قوم کی ترقی یا زوال میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ان کی اصلاح کے بغیر قوم کی اصلاح ممکن نہیں ہے۔

آج کا دور گلوبلائزیشن سے متاثر ہے، جس کا مطلب ہے کہ دنیا میں جاری تبدیلیاں نوجوانوں کو متاثر کر رہی ہیں نوجوان اس جدید دور کے نظریات اور مفروضات سے آگاہ ہیں اور ان سے متاثر بھی ہوتے ہیں پچھلے پچاس یا سو سالوں میں جن مسائل کا سامنا تھا، ان میں تبدیلیاں آئی ہیں، مگر بنیادی مسائل اور انسانی فطرت میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی انسانی فلاح اور کامیابی کی بنیادیں پہلے دن سے متعین ہیں اور آج بھی وہی ہیں۔ ناکامی کے مراحل بھی وہی ہیں جو آغاز میں بیان کیے گئے تھے۔

مذکورہ مسائل کا حل اور تجاویز

یقیناً ہر انسان خوشی، کامیابی اور سلامتی کی تلاش میں رہتا ہے، اور اس مقصد تک پہنچنے کے لیے ہر شخص مختلف راستوں اور طریقوں کا انتخاب کرتا ہے قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ حقیقی کامیابی کا راستہ اپنے نفس کی پاکیزگی، روح کی صفائی، اور اخلاقی برائیوں سے بچنے میں ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کامیابی کا اصل راستہ تزکیہ نفس، یعنی اپنی روح کی صفائی ہے۔ اللہ نے گیارہ قسمیں کھا کر اس نکتے پر زور دیا ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا، اس نے کامیابی حاصل کی، اور جس نے اسے آلودہ کیا، وہ ناکام رہا۔ ارشاد ہے کہ:

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۔۔۔۔ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا۔ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا ۔[3]

سورج کی اور اس کی دھوپ کی قسم ہے۔۔۔ جس نے اپنی روح کو پاک رکھا اور بے شک وہ شخص نامراد رہا جس نے اس کو آلودہ کر لیا۔

یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ کامیابی کا حقیقی راستہ مادی چیزوں میں نہیں، بلکہ روحانی صفائی اور اخلاقی پاکیزگی میں ہے۔ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔[4]

مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا ہے تاکہ میں اعلیٰ اخلاق کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤں۔

یعنی، آپ کی بعثت کا مقصد معاشرت میں اعلیٰ اخلاقی اصولوں کو فروغ دینا تھا۔ علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

لو كنا لا نرجو جَنَّةً وَلَا نَخْشى ناراً ولا ثواباً و لا عقاباً لكان يَنْبَغِي لَنَا أَنْ تُطَالِبَ بِمَكَارِمِ الاخْلاقِ فَانَّهَا مِمَّا تَدُلُّ عَلَى سبيل النجاح ۔[5]

اگر ہمیں جنت اور ثواب کی امید نہ بھی ہوتی نیز ہمیں جہنم اور عذاب الٰہی کا خوف نہ بھی ہوتا تب بھی ہمارے لئے بلند اخلاقی آداب سے متصف ہونے کی کوشش ضروری ہوتی کیونکہ اچھا اخلاق انسان کو خوش بختی اور کامرانی کے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

انسان ایک آزاد، باصلاحیت، عاقل، اور صاحب اختیار ہستی ہونے کے ناطے تربیت اور خود سازی کا محتاج ہے تاکہ دنیا و آخرت میں خوش بختی حاصل کر سکیں اور منزلِ کمال تک پہنچ سکیں۔ اس مقصد کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اخلاقی کمالات اور اپنے کردار میں اعلیٰ اخلاقی صفات کو اپنائیں اور انہیں اپنے عمل میں لائیں۔ اخلاقی برائیوں سے اجتناب کریں، اخلاقی رویوں اور برائیوں سے دور رہیں اور اپنی زندگی میں ان کی جگہ مثبت اور نیک رویے اپنائیں۔ یہ اصول انسان کی ترقی اور کامیابی کی بنیاد ہیں اور ان پر عمل کر کے ہی ہم اپنی خوش بختی اور مطلوبہ منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔

اسلام ایک جامع اور کامل دین ہے زندگی کا کوئی ایک بھی شعبہ ایسا نہیں ہے کہ جس کے بارے میں اس میں رہنمائی موجود نہ ہو اور اس ہدایت اور رہنمائی کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے ذات مقدس کے ذریعے کی جو بے حد اور بے حساب خصائص اور اوصاف کی مالک تھی اور اسی طرح جن کی سیرت مقدس کی بے تحاشہ تعلیمات پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔[6]

بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اُسوہ حسنہ زندگی کے تمام پہلوں پر رہنمائی کا مکمل سامان فراہم کرتا ہے۔ جیسے مذہبی، معاشرتی، سیاسی، تعلیمی، اقتصادی، اور عسکری ہر گوشہ زندگی کو محیط ہے۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذات مبارک بادشاہ، رئیس، حاکم، محکوم، سپہ سالار، افسر، سپاہی، استاد، غریب، امیر، عابد، وزاہد، امام اور پیشواہ سب پر فائز تھی۔ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شخصیت میں معاشرے کے تمام افراد کے حوالے سے ہدایت اور رہنمائی موجود ہے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سیرت مطہرہ متنوع اوصاف کی جامع ہے۔

نوجوانی ایک ایسا وقت ہے جب انسان میں توانائی، کارکردگی، اور عبادت کا جذبہ بھرپور ہوتا ہے۔ تاریخ نے ایسے چند نوجوانوں کی زندہ جاوید رہنے والے واقعات بھی محفوظ کی ہیں جو اللہ کی معرفت حاصل کر کے اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں فرماتا ہے:

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۔[7]

انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ ایک جوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اسے ابراہیم کہتے ہیں۔

اسی طرح اصحاب الکہف کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۔ وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا۔[8]

بیشک وہ کچھ نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا۔ اور ہم نے ان کے دلوں کو قوت عطا فرمائی جب وہ کھڑے ہو گئے تو کہنے لگے ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ ہم اس کے سوا کسی اور معبود کی عبادت ہر گز نہیں کریں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو اس وقت ہم ضرور حد سے بڑھی ہو بات کہنے والے ہوں گے۔

نوجوان امت کا قیمتی حصہ ہیں اور ان کا مستقبل بہت اہم ہے۔ اسلام نے نوجوانوں کو خاص اہمیت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرماتے ہیں وہ نوجوان جس کو قیامت کے دن عرش عظیم کا سایہ نصیب ہو گا، جس روز اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔[9] نوجوان معاشرے پر بڑا اثر ڈالتے ہیں اور ان کی توانائی، عزم، اور جوش بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ انہیں اپنی زندگی سمجھداری سے جینا چاہیے، اپنے نفس کو قابو میں رکھنا چاہیے، اور اچھے کاموں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ انہیں ایسے اہداف بنانا چاہئیں جو انہیں کامیابی کی طرف لے جائیں اور لوگوں تک اپنے پیغام پہنچائیں۔

نوجوانوں کے لیے اللہ تعالی پر توکل کرنا اور ایمان کو مضبوط کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ چیزیں نہ صرف ان کی ذاتی کامیابی کے لیے اہم ہیں بلکہ قومی ترقی کے لیے بھی ضروری ہیں اگر نوجوان اپنے دل اور نفس کو مضبوط بنائیں، تو بیرونی مشکلات ان پر غالب نہیں آسکیں گی۔ اللہ تعالی پر بھروسہ کرنے سے انسان کو درپیش مسائل میں ثابت قدمی اور صبر حاصل ہوتا ہے جب ایمان مضبوط ہو، تو زندگی کی مشکلات آسانی سے برداشت کی جاسکتی ہیں۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ ایسے عوامل سے بچیں جو ان کے ایمان کو کمزور کر سکتے ہیں۔ جیسے منفی اثرات یا خود اعتمادی کی کمی بنیادی طور پر، ایک مضبوط باطن انسان کو جسمانی اور معاشرتی مشکلات کا سامنا کرنے کی صلاحیت عطا کرتا ہے، اور یہ سب کچھ اللہ تعالی کی مدد اور توکل سے ہی ممکن ہوتا ہے اس لیے دعا، عبادت، اور اللہ تعالی کی طرف توجہ بڑھانا بہت اہم ہے۔

اگر نوجوانوں کے پاس کوئی مقصد نہ ہو، تو ان کی زندگی بے مقصد ہو سکتی ہے اور دلچسپی کی چیزیں مکمل نہیں ہو پائیں گی۔ جیسے اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔[10]

یہ دنیا کی زندگی ایک کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں، اصل زندگی تو آخرت کا گھر ہے۔ کاش! وہ لوگ یہ بات جانتے ہوتے۔

نوجوانی کا دور زندگی کا سب سے قیمتی اور فیصلہ کن مرحلہ ہوتا ہے۔ اسی عمر میں انسان اپنی زندگی کے خواب بُنتا ہے، مقاصد کا تعین کرتا ہے اور ان کے حصول کے لیے علم، نیک اعمال، عبادات اور مثبت سرگرمیوں کا سہارا لیتا ہے۔ نوجوان اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر مستقبل کی کامیابی کی بنیاد رکھتا ہے، ایسے پیشے کا انتخاب کرتا ہے جو اُس کی قابلیت کو نکھارے اور روشن مستقبل کی راہ ہموار کرے۔

موجودہ دور میں ٹیکنالوجی کی برق رفتار ترقی نے ثقافتی حملوں کو مزید شدید کر دیا ہے۔ آج کے نوجوانوں تک پہنچنے کے لیے بے شمار ذرائع موجود ہیں جیسے ٹیلی وژن، ریڈیو، انٹرنیٹ، اور سوشل میڈیا۔ ان ذرائع کے ذریعے نوجوانوں کے ذہنوں میں شکوک و

شبہات پیدا کیے جا رہے ہیں اور اُن کی فکری بنیادوں کو متزلزل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاریخ سے ایک مثال لی جائے تو جب یورپی طاقتوں نے اندلس کو مسلمانوں سے واپس لینے کا منصوبہ بنایا، تو انہوں نے طویل المدت حکمتِ عملی تیار کی۔ اُس وقت اگرچہ صیہونی تحریک موجود نہ تھی، مگر اسلام مخالف قوتیں سرگرم عمل تھیں۔ انہوں نے نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کے لیے شراب، فحاشی، اور دیگر غیر اخلاقی سرگرمیوں کو فروغ دیا تاکہ نوجوان شہوت اور غفلت میں مبتلا ہو کر اپنے مقصد سے ہٹ جائیں۔ یہی سازشیں آج بھی مختلف شکلوں میں جاری ہیں۔ مذہب اور سیاست کے نام پر نوجوانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ اگرچہ وقت بدل گیا ہے، لیکن قوموں کو تباہ کرنے کے طریقے اب بھی وہی ہیں۔

انسان کا سب سے بڑا دشمن جو اکثر اس کے اندر ہی چھپا ہوتا ہے، وہ ہے سستی، کاہلی، اور کام سے جی چرانا۔ اس اندرونی دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے پختہ ارادہ، مستقل مزاجی، اور سخت محنت ناگزیر ہے۔ جیسے کہ سستی اور کاہلی کے بارے میں روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے ان امور سے پناہ مانگی ہے:

اللهم إني اعوذ بك من العجز والكسل والجبن والهرم والبخل، واعوذ بك من عذاب القبر ومن فتنة المحيا والممات ۔[11]

اے اللہ! میں عاجز ہونے، سستی، بزدلی، بڑھاپے اور بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں قبر کے عذاب اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

اگر نوجوان اپنی اندرونی کمزوریوں، جیسے سستی، کاہلی اور لاپرواہی پر قابو پالیں، تو وہ بیرونی دشمن کا مقابلہ بھی مؤثر انداز میں کر سکتے ہیں۔ دراصل قوم کو نقصان پہنچانے والے خارجی دشمن سے پہلے، انسان کو اپنے اندر چھپے دشمن سے لڑنا ہوتا ہے۔ جو شخص اپنی ذات پر قابو نہیں پا سکتا، وہ کبھی بھی ملک وملت کے دفاع کے قابل نہیں بن سکتا۔ وہ وقتِ ضرورت خاموش تماشائی بن کر رہ جاتا ہے۔ ایسا شخص جو نہ تعلیم میں سنجیدہ ہو، نہ کام اور عبادت میں دل لگائے، اور نہ ہی گھریلو و معاشرتی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے تیار ہو اسے یہ دعویٰ کرنے کا کوئی حق نہیں کہ وہ قوم کے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گا۔

مزید یہ کہ آج کا نوجوان اگر اپنا قیمتی وقت سوشل میڈیا اور غیر ضروری سرگرمیوں میں ضائع کرتا ہے، تو اس کے نتیجے میں اس کی دینی سوچ، اخلاقی کردار، اور خاندانی تعلقات کمزور پڑ سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے منفی اثرات واضح ہیں یہ انسان کو تنہائی، اضطراب اور بگاڑ کی طرف لے جا سکتا ہے۔ نوجوانوں کو آج دشمنانِ اسلام کی جانب سے ذہنی اور اخلاقی جنگ کا سامنا ہے۔ وہ نوجوانوں کو حرام چیزوں، فحاشی، اور جنسی خواہشات کے ذریعے راہِ راست سے ہٹانا چاہتے ہیں تاکہ ان کا کردار، عزت اور مستقبل تباہ ہو جائے۔

نوجوانوں میں جنسی مسائل ایک سنجیدہ حقیقت ہیں، اور ان کا بروقت حل تلاش کرنا ضروری ہے۔ ایک عملی اور مؤثر حل یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق جلد شادی کی جائے تاکہ فطری تقاضے حلال طریقے سے پورے ہوں، اور ایک صالح خاندان کی بنیاد رکھی جا سکے۔ افسوس کہ مغربی طرزِ فکر کی اندھی تقلید نے ہمارے معاشرے میں یہ تصور عام کر دیا ہے کہ شادی کو مؤخر کرنا بہتر ہے، حالانکہ اسلام اس کے برعکس جلد شادی کی ترغیب دیتا ہے۔ اگر شادی کے راستے میں موجود غیر ضروری رسومات، فضول خرچیاں اور معاشرتی دباؤ کو ختم کر دیا جائے، تو نوجوان نہ صرف اپنے نفس کو محفوظ رکھ سکتے ہیں بلکہ ایک بہتر معاشرے کی تعمیر میں بھی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ پیغمبر اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ. فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ. وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ. فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.[12]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی

کرلے، یہ نگاہوں کو جھکانے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے میں (دوسری چیزوں کی نسبت) بڑھ کر ہے، اور جو (نکاح کی) استطاعت نہ پائے، وہ خود پر روزے لازم کرلے، یہ اس کے لیے خواہش کو قطع کرنے والا ہے۔

نوجوانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کی مدد سے نفسیاتی تربیت حاصل کریں، دل کو ایمان کی غذاؤں سے مالا مال کریں، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں، اور اپنی خواہشات کو شرعی طریقے سے پورا کریں اس طرح وہ حقیقی خوشحالی اور سعادت حاصل کرسکتے ہیں۔

شادی نوجوانوں کے لیے ایک فطری ضرورت ہے جو ان کی نفسیاتی راحت اور اخلاقی تحفظ کو یقینی بناتی ہے یہ نہ صرف جذباتی سکون فراہم کرتی ہے بلکہ ایک مستحکم اور محفوظ زندگی کے لیے بھی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ استطاعت رکھنے کے باوجود شادی میں تاخیر کے اخلاقی، نفسیاتی، اور سماجی نقصانات ہیں۔ جیسے رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے "اگر تمہارے پاس ایسا آدمی رشتہ مانگنے آئے جس کا اخلاق اور دین تمہیں پسند ہے تو اسے رشتہ دے دو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں بہت زیادہ فتنہ وفساد پیدا ہو جائے گا"۔[13]

نوجوانوں کو اپنی زندگی میں عقل اور جذبات کے درمیان توازن برقرار رکھنا ضروری ہے، کیونکہ جوانی میں جذبات اور جوش کی بھرمار ہوتی ہے اگر انہیں قرآن وسنت کی روشنی میں نہ چلایا جائے تو ان کے مستقبل پر منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بے لگام جوش وخروش کبھی افراط و تفریط یا انحراف وغلو کی صورت اختیار کرسکتا ہے۔ سامراجی طاقتیں ایسے نوجوانوں کو پسند نہیں کرتیں جو عزم، پاکدامنی اور دین داری کے ساتھ اسلام اور روحانیت کی خدمت میں سرگرم ہیں وہ گمراہ اور بے راہ روی کا شکار نوجوانوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں اس کے برعکس، مسلم نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے عزم وارادے کو مضبوط رکھیں اور سامراجی سازشوں کے خلاف ڈٹے رہیں۔ اسلامی ممالک کے حکام کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ انہیں کسی قسم کی دھمکیوں یا خوف کا شکار نہیں ہونا چاہئے دشمن کی تخریب کاری سے متاثر ہو کر انہیں اپنے قومی مفادات کی قربانی نہیں دینی چاہیے۔ انہیں چاہیے کہ اس موقع سے بھرپور استفادہ کریں اور قوم کی خدمت کریں۔ نوجوانوں کو اپنی اہمیت اور مقام کو سمجھنا چاہیے اور اپنی تربیت اور ترقی پر توجہ دینی چاہیے تاکہ وہ اپنی قوم کی خدمت میں موثر کردار ادا کرسکیں۔

حاصل بحث

دور حاضر میں تعلیم، تہذیب، اور میڈیا کے ذریعے بے دینی، بے حیائی، اور عریانیت کو فروغ دیا جارہا ہے، اور ہماری زندگی اسی کے گرد گھوم رہی ہے۔ لیکن ابھی بھی وقت ہے کہ مسلمان بیدار ہوں اور سمجھیں کہ اصل مقصد آخرت ہے۔ اس عالمی صورتحال کو بدلنے کے لیے اور امت مسلمہ کی موجودہ حالت میں ایک بڑی تبدیلی لانے کے لیے، دین کے داعیوں کو مغربی تعلیم یافتہ طبقے پر توجہ دینی چاہیے یہی طبقہ ہے جس کی بے راہ روی نے پوری امت مسلمہ کو ذہنی ارتداد کے خطرے میں مبتلا کیا ہے اور اسلامی ممالک کو مغربیت کی طرف مائل کر دیا ہے۔ عوام کو غیر اسلامی قیادت کے حوالے کر دیا گیا ہے، اور ان کی اصلاح سے ہی اسلامی ممالک کا رخ مغربیت سے اسلامیت کی طرف موڑا جاسکتا ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو اپنے گھر والوں کو اور اپنے نوجوانوں کو بے دینی اور ارتداد کی لہر سے بچانا چاہتے ہیں، تو ہمیں اہل مغرب کی سازشوں کو سمجھنا ہوگا اور ان راستوں سے بچنا ہوگا جن کی منزل مغرب کی چمکدار مگر اندھیری دنیا ہے، جو ناقابل تلافی خطرات کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔ آج ہماری صورتحال پھر سے جاہلیت کے دور کی مانند دکھائی دیتی ہے۔ قرآن مجید، پیغمبر ﷺ کی سیرت اور اسلامی قوانین سے دوری کی وجہ سے مسلمانوں میں اختلافات، خواہشات اور افتراق بڑھ گئے ہیں اور ہمارا معاشرہ الٰہی نظام اور قانون سے دور ہونے کی وجہ سے اعتقادات اور نظریات میں توازن ختم ہوگیا ہے۔ معنویت کا خاتمہ ہو چکا ہے، قوانین میں انصاف کی کمی، خودغرضی، اضطراب، بے چینی اور غلامی نے ہمارے نوجوانوں کی زندگیوں

سے امن و سکون چھین لیا ہے۔ اس تاریک دور اور مشکلات سے نجات صرف اس وقت ممکن ہے جب ہم محسن انسانیت کے پیغام کو روشنی کا ذریعہ بنائیں۔

آپ ﷺ کی دعوت ایک جامع نظام عدل و انصاف فراہم کرتی ہے جو سب کے لیے یکساں ہے اور ہر پہلو پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ انقلاب محبت، خیر خواہی، حسن سلوک، معافی، دشمنوں کے ساتھ انصاف اور ہر قسم کے امتیازات کا خاتمہ کرنے پر مبنی ہے۔ توحید اور نبوت کے اقرار کے ذریعے لسانی، مکانی، خاندانی اور قومی تعصبات ختم ہو جاتے ہیں، اور مسلمان ایک ہی امت بن کر اللہ کی بندگی اور خدائی قوانین پر عمل کرتے ہیں، جس کا ذریعہ پیغمبر اکرم کی اطاعت ہے۔ ہر انسان کو چاہیے پیغمبر اکرم ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے آپ کو اچھے اخلاق سے آراستہ و مزین کرے اچھا اخلاق دانائی، بصیرت، سوچ سمجھ کر کام کرنے، نرم اور دوستانہ برتاؤ، تواضع و انکساری، تدبیر بردباری اور صبر وغیرہ جیسے بہت سارے فضائل کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور اچھا اخلاق ہی دنیا و آخرت کی سعادت کے اہم ترین اسباب میں سے ایک ہے۔ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق کا مالک ہی اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اسی طرح قیامت کے دن جب لوگوں کے نیکیوں والے پلڑے ہلکے ہوں گے تو اس وقت اچھے اخلاق کے مالک کا پلڑا ہی حسن اخلاق کی نیکیوں سے بھاری ہو گا۔ امت مسلمہ کے نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ اس دعوت کا احیا کریں، آپ ﷺ کے قائم کردہ اصولوں میں تبدیلی کے لیے اقدامات کریں، اور دور حاضر میں انسانیت کی مشکلات کو پیغمبر اکرم کی تعلیمات کی روشنی میں حل کرنے اور دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے اقدامات کریں۔

References

1. Al-Majlisī, Muḥammad Bāqir ibn Muḥammad Taqī, *Biḥār al-Anwār al-Jāmiʿah li-Durar Akhbār al-Aʾimmah al-Aṭhār* (Beirut: Muʾassasat al-Wafāʾ, 1983), 2:405.
2. Aḥmad, Khurshīd, *Islām aur Maghrib kī Tahẓībī wa-Siyāsī Kashmakash* (Islamabad: Institute of Policy Studies, 2021), 52.
3. Al-Qurʾān, 91: 1-10.
4. Al-Ḥakīmī, Muḥammad Riḍā; Muḥammad al-Ḥakīmī; and ʿAlī al-Ḥakīmī, *al-Ḥayāh*, tarjumah: Aḥmad Ārām (Tehran: SH, 1380), 6:675; Ibn ʿArabī, Muḥyī al-Dīn Muḥammad ibn ʿAlī ibn Muḥammad ibn al-ʿArabī, *Tafsīr Ibn ʿArabī* (1422 AH), 2:84.
5. Al-Nūrī al-Ṭabarsī, Mīrzā Ḥusayn, *Mustadrak al-Wasāʾil wa-Mustanbaṭ al-Masāʾil* (Beirut: Muʾassasat Āl al-Bayt li-Iḥyāʾ al-Turāth, 1988), 2:283.
6. Al-Qurʾān, 33:21.
7. Al-Qurʾān, 21:60.
8. Al-Qurʾān, 18:13–14.
9. Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl ibn Ibrāhīm ibn al-Mughīrah, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH), ḥadīth no. 1423.
10. Al-Qurʾān, 29:64.
11. Muslim, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.), Kitāb al-Dhikr wa-al-Duʿāʾ wa-al-Tawbah wa-al-Istighfār, Bāb al-Taʿawwudh min al-ʿAjz wa-al-Kasal wa-Ghayrihi, ḥadīth no. 6873.
12. Ibid, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb Istiḥbāb al-Nikāḥ li-Man Tāqat Nafsuhu Ilayhi wa-Wajada Muʾnah, wa-Ishtighāl Man ʿAjaza ʿan al-Muʾn bi-al-Ṣawm, ḥadīth no. 1400.
13. Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā ibn Sawrah, *al-Jāmiʿ* (Egypt: Sharikat Maktabat wa-Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1975), Kitāb al-Nikāḥ, ḥadīth no. 1084; Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, n.d.), Kitāb al-Nikāḥ, ḥadīth no. 1967.